بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

کیا گاندھی جی مسلمان تھے؟ جی نہیں کیا وہ ہندوؤں کے دشمن تھے؟ ہرگز نہیں پھر وہ مسلمانوں کے حق میں ہندوؤں سے جو چند امور کا مطالبہ کرتے اور اُن پر بار بار زور دیتے تھے تو کیا اس کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ وہ مسلمانوں کے لئے ہندوؤں سے خیرات مانگتے تھے۔ یعنی کوئی ایسی چیز مانگتے تھے جو ہندوؤں پر فرض نہ تھی اور اُس کا فائدہ صرف مسلمانوں کو پہنچ سکتا تھا؟ گاندھی جی جب یہ کہتے تھے کہ ہند کی قومی زبان ہندوستانی ہے اور اس کو دیوناگری اور فارسی دونوں رسم الخطوں میں لکھنا چاہیئے اور کسی پر قانونی بندش نہیں ہونی چاہیئے۔ ہر فرقہ اور ہر ملت کو تہذیبی آزادی ملنی چاہیئے تو کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ ہند کی اکثریت نے اگر اس پر عمل کیا تو اقلیت کے ساتھ یہ اس کا فیاضانہ سلوک ہوگا اور بس ورنہ ایسا نہ کرنے سے نہ ملک کو نقصان پہنچیگا اور نہ اکثریت کو کسی قسم کا کوئی خطرہ اور اندیشہ ہوگا۔ ہر شخص جس کو گاندھی جی کے فکر و خیال سے کچھ بھی واقفیت ہے جانتا ہے کہ ان کے نزدیک ہندوستان کی آزادی کا بقا اور دوام اُس کی ترقی اور سلامتی کی شرطِ اول یہ ہی تھی کہ انڈین یونین کو جس طرح دستوری حیثیت سے سیکولر اور جمہوری گورنمنٹ تسلیم کیا گیا ہے اسی طرح اس پر عمل بھی ہو۔ اکثریت اقلیت کے متعلق انصاف اور ہوشمندی سے کام لے اور کسی خارجی یا داخلی محرک سے برانگیختہ ہوکر اقلیت پر اپنی ڈکٹیٹر شپ قایم کرنے کی کوشش نہ کرے ورنہ اس کا انجام خود اکثریت کے حق میں نہایت خطرناک اور تباہ کن ہوگا۔ کوئی ایک فرد یا جماعت ڈکٹیٹر شپ یا فسطائیت کی راہ اختیار کرکے

وقتی طور پر اپنی حیوانی جذبۂ اقتدار و بالا خوانی کی تسکین کا سامان ضرور کر سکتا ہے لیکن اس اقتدار کی تعمیر میں خرابی کی ایک ایسی صورت مضمر ہوتی ہے کہ کسی وقت بھی وہ اسے پاش پاش کر دے سکتی ہے آج مشرق و مغرب کی تاریخ سیاسیات کا ہر ورق اس دعوے کا کھلا ثبوت ہے۔

ہند میں صحیح جمہوریت اور بنیادی اعتبار سے اس کے لئے مشترکہ قومیت کی خوشگوار فضا پیدا کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ ہندوستان کے مختلف فرقوں کے باہمی میل جول اور اختلاط و ارتباط سے جو ایک مشترک زبان، مشترک کلچر، اور مشترک تہذیب پیدا ہو گئی تھی اور جس میں اگر اختلاف تھا تو صوبائی حیثیت سے تھا مذہب اور فرقہ واریت کے اعتبار سے نہ تھا اس کو بھی پروان چڑھانے اور ترقی دینے کی کوشش کی جاتی۔ پھر جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو ہر شخص جانتا ہے کہ اب سے تیس چالیس برس پہلے ہندو اور مسلمان بہ نسبت آج کے اپنے اپنے مذہب کے زیادہ پابند ہوتے تھے۔ ان دونوں فرقوں کے باہمی تعلقات نہایت شگفتہ اور برادرانہ تھے اس بنا پر "انڈین یونین" کا یہ فرض تھا کہ وہ اس خوشگوار فضا کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے ہر فرقہ کی مذہبی تعلیم کی حوصلہ افزائی کرے، کوشش کرتی کہ مسلمان سچے اور اپنے مذہب کے پابند مسلمان ہوں اور اسی طرح ہندو اپنی مذہبی تعلیم کے مطابق پکے اور سچے ہندو ہوں تاکہ جارحانہ قومیت کے زہر سے ان کا قومی وجود محفوظ رہتا اور دونوں فرقے مل کر ایشیا اور یورپ دونوں کو ایک نادی تمدن سے آشنا کر سکتے"

مشترک زبان، مشترک کلچر اور مشترک تہذیب کو ختم کر کے کسی ایک خاص فرقہ کی ہی زبان اور کلچر کو باقی رکھنے اور دوسروں پر اس کو ٹھونسنے کی کوشش کرنا بے شبہ ایک نہایت خطرناک قسم کی فرقہ پرستی ہے اور جب یہ فرقہ سیاسی اقتدار کا بھی مالک ہو تو اس کی اس فرقہ پرستی کا ہی سیاسی نام فسطائیت یا ڈکٹیٹر شپ ہو جاتا ہے۔

فسطائیت اور ڈکٹیٹر شپ کی یہ ایک عجیب خصوصیت ہے کہ چونکہ اس کی بنیاد اپنے